

شمس الاسلام

ماہنامہ

مجلس مرکزیہ

حزب الانصار کی چھیسویں عظیم الشان سالانہ تبلیغی

* کانفرنس *

قارئین شمس الاسلام کو اس مژدہ جانفزا سے خورمند کیا جاتا ہے کہ
حزب الانصار کی چھیسویں سالانہ تبلیغی کانفرنس بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ ۵۶
مطابق ۳-۴-۵ شعبان ۱۳۷۵ھ بموافق ۶-۷-۸ چیت سبت ۲۰۱۲ بروز جمعہ
ہفتہ اتوار کو انشالہ العزیز جامع مسجد بھیرہ میں منعقد ہوگی جس میں
مشائخ عظام کے علاوہ پاکستان کے بہترین خطیب و مقررین تشریف لائیں گے۔
مندرجہ بالا تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔ خود بھی شامل ہوں اور اپنے
دوستوں کو جلسہ کی تاریخوں سے آگاہ کریں۔

غلام حسین ناظم مجلس استقبالیہ حزب الانصار بھیرہ (پاکستان)

تحت ادارہ

غلام حسین } امیر حزب الانصار بھیرہ
صدر مسئول } مولانا الحاج افتخار احمد بکوی } سالانہ چٹہ
(پاکستان)

شمس خاں مہر

سالانه چند

معا و نیک سے

غیر محاکمہ کے
۴۴۴۴۴۴۴۴

عبد الميرزا مولانا الحاج ظهو احمد ضيا بلوکی امیر تہذیب الانصار بھیرہ پنجاب

سالانه چند

عوام سے

Handwritten notes: "H.A. 1." and "E" (possibly "E" or "E")

منجانب

حزب الانصار بحیره

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

انغراض و مقاصد { ۱، اندرونی و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام -
۲، اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم و دینیہ -

طریق کار :- (۱) بریدہ تفسیر الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم غفرانیہ جامع مسجد میرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کیا جا رہا ہے (۴) عظیم سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہجرا سالانہ تبلیغی (۶) کتب خانہ (۷) جامع مسجد میرہ کی حرمت -

چریدہ کے قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ ہر انگریزی ماہ کی تاریخ تاریخ کو پانچویں وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین ہرگز اس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ دیر کا مضمون نگار کی رائے سے منظور ہونا ضروری نہیں۔ (۲) ارکان حزب الانصاف کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم چار آنہ ہونی چاہیے۔ سالانہ مقررہ (۳) تمام سالانہ چندہ کے ر، معاونین سے خط، طلبہ کے خط مقررہ ہے۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے مکلف موصول ہر بھیجا جاتا ہے (۴) رسالہ کا قاعدہ خارج پرتال کے بعد ہر ذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل اس میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں خریدار کی طرف حسیہ کی ۵ ہر تاریخ تک اطلاع موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے! اطلاع تلخ کی صورت میں دفتر ذمہ دار ہوگا (۵) جواب کیلئے ہوا لا رہا یا ٹکٹ ملتا چاہئے (۶) ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی اٹھی عبد المجید صاحبان کیشن کیشن لڈ نواب مسجد شریٹ بمبئی دہندہ و سنا کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کر س (۷) ہر رنگ ڈاک اور خطوط ہر رنگ ہوں گے۔

جلسہ خط و کتابت و ترسیل سرنامہ غلام حسین ایڈیٹر منیر محمد شمس السلام بمبئی (پنجاب) ہونی چاہیے

○ سرخ نشان

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ سال
رسالہ بذریعہ وی پی آر سال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات سے پیسے کے لئے
مسرت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور
ہے کو ناق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت تحریر یہ ہے

غلام حسین فیجور سالہ شمس السلام بھیر

جلد

عظیم شمار

4

2

بأق



شمارہ ۲	جلد ۲۷ جمادی الثانی مطابق ماہ فروری ۱۹۵۶ء	جلد ۲۷
---------	--	--------

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۲	ادارہ	بزم انصار	۱
۵	"	شذرات	۲
۳۲ تا ۹	حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤی	تفسیر آیت موڈۃ القرنی	۳

بآہتمام غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ثنائی پرتی پریس سرگودھا میں
چھپ کر فوجریہ شمس الاسلام جامع مسجد بھیرہ سے شائع ہوا۔

محترم ملک حاجی شیر محمد صاحب
محترم سید عنایت علی شاہ صاحب
محترم مولوی محمد پیر صاحب
محترم ملک یار محمد صاحب نمبردار
محترم مولانا محمد غلیس صاحب
محترم حافظ اللہ یلہ صاحب
محترم قلندر خان صاحب
محترم پیر مر شاہ صاحب
محترم بابا محمد رمضان صاحب
محترم مولوی محمد عنایت صاحب
محترم پودھری میاں خان صاحب
محترم الحاج حافظ فیض محمد صاحب
محترم محمد رفیق صاحب وغیرہ

شذرات

اداسی :-

دستور ساز اسمبلی میں دستوری مسودہ

کی طویل مدت کا انتظار کے بعد ہر جنوری ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی نئی دستوری اسمبلی میں ضمیر قانون مشر خیر بیگ نے مخطوط پارٹی کی طرف پاکستان کا دستوری مسودہ پیش کر دیا۔ اس مسودہ پر ہر طبقہ نے اپنے اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق غور و فکر کے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ اب دستور ساز اسمبلی میں اس مسودہ پر بحث ہوگی۔ اور ارکان دستوریہ ترمیمات پیش کریں گے۔ ہمارا نظریہ تو یہ ہے کہ اس سے یہ ہے کہ جو معاملہ بھی سامنے آئے سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا ہوگا کہ دینی حیثیت سے اس معاملہ کی کیا حیثیت ہے۔ اور خدا و رسول کی تعلیمات و ارشادات ہی کو معیار ٹھہرا کر ہر چیز کے حسن و قبح پر بحث کی جائے۔ اور اسی معیار کے مطابق کوئی درجہ متعین کر دینے کے بعد دوسری حیثیتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا اور اب بھی ہے، کہ چونکہ اس مملکت پاکستان کی بنیاد ہی اس نظریہ پر قائم کی گئی ہے، کہ اس آزاد مملکت میں کتاب و سنت کے مطابق ایک خالص اسلامی نظام ہوگا۔ اور مسلمانوں کو صحیح اسلامی زندگی گزارنے کے مواقع مہیا کئے جائیں گے۔ اسلئے ہمارا دستور بھی خالصتہً دینی ہونا چاہئے۔ اور اسکی اصل بنیاد دین خالص طور پر کتاب و سنت ہی سے ماحوذ ہونی ضروری ہیں۔ اسلامی اور دینی لحاظ سے بنیادوں کو مستحکم کر دینے کے بعد ریاست کی تشکیل اور انتظامی ہئیت ترکیبی میں جمہوریت کے اصول کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ تاکہ حقیقی جمہوریت کے فوائد و منافع سے اہل ملک متفع ہوں۔ اور اس لئے ہمارے مطالبے کا ایک جز یہ بھی تھا کہ ملک کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہو۔ تاکہ عنوان ہی سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے، کہ یہ مملکت اسلامی بنیادوں اور جمہوری اصول پر قائم ہے۔ اور اس کے ہر جز میں اسلامیت و جمہوریت جاری و ساری ہے۔ ہمارے اس دیرینہ مطالبہ کے نکتہ نظر سے ہم جب موجودہ دستوری مسودہ پر

نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو اس میں چند چیزیں نہایت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہم اس مسودہ کی تحسین کرتے اور اسے قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ اور وزیر اعظم پاکستان جناب چودھری محمد علی صاحب اور وزیر قانون مشر خیر بیگ اور دستوریہ کے اسلام پسند اور حامی دین اور کا کو مبارکباد دیتے ہیں۔ مثلاً ریاست کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہونا، صدر اور نائب صدر کا لائٹا مسلمان ہونا، قانون سازی کتاب و سنت کے مطابق ہوگی۔ اور خلاف کتاب و سنت کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ موجودہ قوانین کو بالائندہ سطح کتاب و سنت کے مطابق کر دیا جائیگا۔ رہنما اصول میں یہ وعدہ کیا گیا ہے، کہ منکرات کو ختم کر دیا جائیگا۔ اور اسلامی تعلیم و اسلامی روایات کو فروغ دیا جائیگا۔ اور سابق دستور میں جس طرح مالیات کو مستثنیٰ کر دیا تھا۔ اس مسودہ میں انکو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ چند پہلو ایسے ہیں کہ قابل تحسین ضرور ہیں۔ اور ہم کو نفع دے سکتے ہیں کہ ان بنیادوں کو بہر حال باقی رہنے دیا جائیگا۔ اور انکو ختم کرنے یا انکو غیر مؤثر کرنے کیلئے کسی کی کوئی ترمیم منظور نہ کی جائیگی۔

لیکن چند پہلو ایسے ہیں کہ دینی لحاظ سے وہ قابل اطمینان نہیں۔ اور ضروری ہے کہ ارکان دستوریہ کہ ان خامیوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور اگر وہ حضرات بھی ذاتی اور گروہی مفادات سے بلند تر ہو کر محض مسلمان قوم کی معیشت سے سوچیں تو انکو بھی ماننا پڑیگا کہ ایک اسلامی دستور میں اس قسم کی خامیاں نمودی چاہئیں۔ اور ان خامیوں کی وجہ دستور کی افادیت کا فی حد تک نقص ہو جاتی ہے۔ مثلاً، قوانین کے مطابق کتاب و سنت ہونے یا مخالف کتاب و سنت کیلئے ایک کمیشن کا تقرر جو صدر ریاست کے انتخاب ہوگا۔ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا مطلب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دستور سازوں نے یہ کوشش کی ہے کہ اصل معاملہ کو عرصہ دراز تک یا غیر معین مدت تک ٹال دیا جائے۔ کیونکہ کمیشن

کی ساخت، ان طریق کار اور ان کے اختیارات وغیرہ امور کی جو تفصیلات مسودہ میں ذکر کی گئی ہیں، ان کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ ملک میں ساری دستور کے تقاضے کے بعد بھی قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کی جائے گی۔ اور خلاف قرآن و سنت، قوانین بجا رہ جائیں اور نافذ نہیں گئے۔

۱۱، اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ عملاً تو مرد ہی صدر مملکت ہوگا، کیا ضروری ہے کہ دستور میں اس کی تصریح کر دیا جائے۔ لیکن اسلامی لحاظ سے یہ بھی ضروری ہے کہ دستور ہی میں اس بات کی تصریح کی جائے، کہ صدر مملکت اور نائب صدر مسلمان مرد ہی کر سکے گا۔ (۳) کسی قانون کے خلاف کتاب سنت یا مطابق کتاب سنت ہونے کا فیصلہ دینے کیلئے

مسودہ دستور میں ارکان اسمبلی کی اکثریت کو اختیار دیا ہے۔ ہم اس چیز کو اعلیٰ لا غلط سمجھتے ہیں، کہ محض آباد کی قلت و کثرت پر اس کی فیصلہ کر دیا جائے۔ اس قسم کے فیصلوں کا تعلق تو درحقیقت کتاب سنت

کی ضمانت اور قانونی لیاقت کے ساتھ ہے۔ لہذا اس کام کیلئے وہی لوگ اہل ہو سکتے ہیں جو مہارت و لیاقت رکھتے ہوں۔ فیڈرل کورٹ کے جج یا ایک مستقل سپریم کورٹ کے ججوں کو اس کا اختیار مل جانا چاہیے

تھا۔ جیسا کہ سابقہ دستور یہ نے طے بھی کیا تھا۔ ہاں اس کے ساتھ علماء کرام کی یہ ترمیم بھی ضروری تھی کہ چند سالوں تک مستند علماء کی ایک مجلس مشاورت فیڈرل کورٹ کے ججوں کے ساتھ مشورہ دینے اور معلومات حتمی کرنے کیلئے ضروری ہو فی چاہئے۔ اب بھی چاہئے

کہ اسی طریقہ کار کو اختیار کر دیا جائے۔ اور اگر یہ ترمیم کسی طرح اعدا نہیں تو پھر یہ ترمیم تو بالکل لازمی ہے کہ مسلمان ارکان کی اکثریت کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔ (۴) سابقہ دستور یہ نے

دہنجا اصول میں جن منکرات و فواحش کے روک دینے کا وعدہ کیا تھا، ان میں ”سہلو“ بھی شامل تھا۔ مگر اس مسودہ میں ریلو کا ذکر نہیں۔

شک نہیں کہ جوئے، شراب وغیرہ فواحش میں سے بڑے کر ریلو کی یہ لغت ہے۔ اور ایک مملکت کی معاشی بربادی کی اہل

بڑ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ریلو کے کاروبار کو اللہ تعالیٰ نے خدا و رسول کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ اب ظاہرات ہے مملکت پاکستان میں اگر یہ اعلان جنگ اسی طرح موجود ہو تو ہم خداوند تعالیٰ کے غضب سے کیسے بچ سکیں گے۔ اس لئے فردی ہے کہ ریلو کو مطلقاً ممنوع اور خلاف قانون قرار دیا جائے۔

اور اس کی جتنی بھی صورتیں جاری ہیں ان سب کو بند کر دیا جائے۔ ہاں اس چیز کو ہم بھی مانتے ہیں کہ عملاً ایک ہی دن میں اس کا کلی استیصال تو ناممکن ہے۔ مگر تدریج کے ساتھ بلند از جلد اس کو ختم کرنے کی تو ہر حال ضرورت ہے۔ (۵) شراب کو ممنوع

قرار دینے کے ساتھ طبی ضرورتوں کو مستثنیٰ بھی کر دیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس چور دروازہ سے شراب کے اتنے عاشق گھس کر پینے کی اجازت حاصل کریں گے، کہ پھر عملاً اس کے

امتناع کے قانون کا کوئی فائدہ ہی نہ رہے گا۔ اس لئے ان چور دروازوں کو بالکل ہی بڑی سختی کے ساتھ بند کرنا چاہئے۔ کسی قانون میں بھی اگر ضرورتوں کو قانونی طور سے مستثنیٰ کر دیا جائے

تو اس کا مطلب یہی سمجھنا چاہئے کہ بس اب وہ قانون باقی رہا ہی نہیں۔ اول تو خود مسئلہ ہی کے لحاظ سے شراب کا استعمال طبی ضرورت کیلئے بھی جائز نہیں۔ لیکن اگر مان لیا جائے

کہ بعض امراض میں جان کے خطرے کے موقع پر وہ شراب کی کسی محدود مقدار کو استعمال کیا جاسکتا ہے، تو وہ ایک غلط فہمی چیز ہے۔ اس اضطرار کی بات کو اصل قانون ہی میں مستثنیٰ کرنا بحالت موجودہ بالکل

غلط ہے۔ (۶) سابقہ دستور کے مسودہ میں صدر مملکت اور عہدوں کے ججوں اور وزراء اور محرمہ اور دوسرے وزرا اور حکومت کیلئے حلف نامہ میں یہ فردی قرار دیا تھا کہ وہ حلف لیتے وقت نجی اور ملک طور سے اسلامی زندگی گزارنے کا وعدہ کریں گے۔ اور ایسا

کرنا فردی بھی ہے۔ اور موجودہ مسودہ میں اس کا ذکر نہیں۔ یہ بہت بڑی خامی ہے جسکی مصلح فردی ہے۔

ہم نے بطور غور یہ چند بڑی بڑی باتیں ذکر کر دیں۔ جمہوری
گتہ نگاہ کو مسودہ میں کچھ مزید خامیاں پائی جاتی ہیں۔ اخبار اسکے
ذریعہ سے قارئین کرام کو بھی معلوم ہوا ہوگا، کہ
میکستان کی دینی جماعتوں کی
طرف سے اس مسودہ پر جو تبصرہ شائع ہوا ہے۔ اس میں اسی قسم کی
غامبوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اور اصلاح و ترمیم کی طرف توجہ دلائی
گئی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ دینی جماعتیں مل کر باہمی مشاورت
اس مسودہ میں متعلقہ ترمیمات پیش کر دیں۔ ہم نہایت دلجوئی اور
دردمندی کیساتھ ارکان دستور یہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ
اس موقع پر خدا اللہ اور خدا اناس اپنی ناک اہم ذمہ داریوں کو
محسوس کریں۔ قوم کی طرف سے جو امانت انکے سپرد کی گئی ہے اسکو کسی
طرح بھی ضائع نہ کریں۔ وہ یہ سمجھیں کہ ہم جو طریق کاٹے کر رہے ہیں،
اس پر آئندہ کئی نسلوں تک قوم کی زندگی بنے گی۔ اور اسی دستور
کے سانچے میں انکے نظریات و افکار اور اعتقادات و اعمال ڈھلے گئے۔
اگر آج خالص اسلامی دستور مرتب کیا گیا اور کسی گوشے میں بھی شیطان کیلئے
گھسنے کا موقع نہ پایا تو پھر اس مملکت میں نئی نسلیں خالص مسلمان بنکر
زندگی گزاریں گی۔ اور انکی خدا پرستانہ زندگی میں اسلامی دستور سازوں کا بھی
ہاتھ ہوگا۔ لہذا اس چھی بیاد قائم کرنے کا اجر و ثواب خدا اللہ آپکو بھی ملے گا۔
اور ایک مسلمان کو آخر تک اجر و ثواب ہی کیلئے سب کچھ کرنا چاہئے۔
جیسا کہ اخبار اسکے اندازہ ہوتا ہے، بشر سروردی کی قیادت
میں عوامی لیگ کے ارکان دستور یہ محض ہندوؤں کو خوش کرنے
کیلئے اور کئی اقتدار کے عشق میں دیوالے ہو کر زیادہ تر مخالفت
کر رہے ہیں۔ اور وہ تو موجودہ مسودہ کو بھی منظور نہیں کہنے
دیتے۔ مخلوط انتخاب کا خالص ہندو واندہ نعرہ انہوں نے بلند کیا ہے۔
صدر مملکت مسلمان ہونے اور جمہوریہ اسلامیہ نام رکھنے کے بھی وہ
مخالف ہیں۔ اور کتب سنت کے تو وہ یقیناً بھاگتے ہیں

۱۔ بعض افراد جیسا کہ اخبار اسکے معلوم ہوتا ہے، وہ اپنی
پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ایسا دستور کبھی منظور نہ ہو۔ جس کے نتیجہ
میں خالص اسلامی نظام اس ملک میں آئے، اور سبکو اسلام کے مطابق
زندگی گزارنی پڑے۔

ہندوؤں سے تو نہ کوئی شکوہ ہے اور نہ ہم اصولاً ان سے کوئی
شکایت کر سکتے ہیں۔ لہذا ان مسلمان ممبروں جو مسلمان کی حیثیت
مسلمانوں کے فائدے سے بنکر وہاں اپنی قوم کیلئے دستور بنانے بیٹھے
ہیں۔ معافی کیساتھ یہ عرض کرتے ہیں، کہ خدا را آپ حضرات کبھی
تنہائی میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر سوچ لیجئے، کہ

آپ لوگ تو غیر مسلم نہیں ہیں۔ خدا اور خدا کے رسول اور قرآن مجید

کو مانتے ہیں۔ اور ماننے کا بڑا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں

کہ ایک دن ہر حال مرنا اور یہاں سے چلے جانا ہے۔ اور خدا کے حضور

ہیں پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ خدا را غور کیجئے، کہ ہر ملک کے

مستقبل اور یہاں کے کروڑوں مسلمانوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنی

جو بھاری ذمہ داری آپ پر عائد ہو گئی ہے، اسکو آپ کس طرح انجام

دے رہے ہیں۔ اور اس کیلئے خداوند عالم کے سامنے کیا چواچہی کر سکتے ہیں؟

جن لوگوں نے آج نو سال کے بعد اپنا ملک مخلوط انتخاب کا غیر

اسلامی نعرہ بلند کیا ہے۔ اس کا مقصد جہاں تک واقعات کو دیکھ کر

اندازہ لگایا جاتا ہے، محض رنگائی ہندوؤں کو خوش کرنا اور انکے سہارا

مشرقی پاکستان کی وزارت و اقتدار حاصل کرنا ہے۔ تو کس قدر

اقسوس کی بات ہے کہ محض ذاتی اقتدار کی خاطر مطالبہ پاکستان کے

بنیادی و قومی نظریہ کو قربان کیا جا رہا ہے۔ اور اگر اس موقع

پر حسن ظن سے کام لیا جائے۔ اور صرف یہ سمجھا جائے کہ

مخلوط انتخاب کی حمایت ذاتی لالچ اور ہوس اقتدار کی بناء پر

نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ وادار ہی سے کام لیا جائے اور

وطن کے شریک ہندو ہمسایوں کے جذبات کا خیال رکھا جائے

تو پھر ہم ان ارکان دستور یہ کہ قریب خوردہ ہی سمجھنے پر مجبور ہیں۔ ملک کے اندر اور ملک کے باہر غیر مسلموں کو راضی کرنے اور راضی رکھنے کی جو فکر آپ کو لاحق ہے وہ محض خام خیالی ہے کوئی ادمودہی تدبیر انہیں راضی کر سکتی ہے نہ راضی رکھ سکتی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی گروہ کبھی خوش نہ ہوگا۔ جب تک کہ

آپ اپنی انفرادیت اور

نودی کو بالکل کم نہ کر دیں۔ لن ترضی عنک الیہود و لا النصارى حتی تتبع ملتہم کا مضمون تمام غیر مسلموں کے بلے میں یکساں ہے۔ ہندو ہود سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔

اہل علم کی قدردانی ایک خبر ہے کہ شام کی دمشق یونیورسٹی نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو دعوت دی تھی کہ وہ وزینگ پروفیسر کی حیثیت سے اسلامی تاریخ پر لیکچر دینے کیلئے مستقل پروفیسر کے طور پر تشریف لائیں۔ مولانا نے مستقل قیام سے معذرت ظاہر کر دی تھی کیونکہ انکی موجودہ علمی اور تبلیغی مشغولیتیں اسکی اجازت نہیں تیں کہ وہ اپنا مرکز رکھنٹو، زیادہ عرصہ تک چھوڑیں۔ اس یونیورسٹی نے پھر امر کیا کہ سال میں صرف دو ماہ لیکچر دینے کیلئے تشریف آوری منظور کیجئے۔ اور ساتھ ہی یہ پیشکش بھی کر دی کہ ہوائی جاز کے ذریعہ سفر خرچ وغیرہ کے علاوہ ساڑھے بارہ سو روپیہ ہوا بھی پیش کیا جائیگا معلوم ہوا ہے کہ مولانا محدود نے اس شرط کے ساتھ یونیورسٹی کی اس درخواست کو قبول فرمایا کہ وہ علاوہ

سفر خرچ کے اس خدمت کا کوئی معاوضہ قبول نہ کریگے۔ خبر میں یہ بھی تصریح ہے کہ مولانا محدود اپنی مشہور عربی تصنیف ماذا خصم العالم باخطاط المسلمین کی وجہ سے عالم عربی میں نہایت مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور وہاں کے تمام علمی حلقوں میں آپکی نہایت قدر و منزلت ہے۔ اور اس مقبولیت

دپذیرائی کی بناء پر دمشق یونیورسٹی نے یہ اقدام کیا ہے۔

یہ خبر بہت سی حیثیات کی بناء پر دل خوش کن اور مسرت افزا ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے اہل دل و دماغ اور حساس عالم دین کو یہ موقع مل رہا ہے کہ وہ عربی دنیا کے نوجوانوں کو براہ راست مخاطب بنا کر انکی دہ روح بیدار کر دیں جس روح کے خوابیدہ ہونے کی وجہ سے عالم عربی آجکل ایک لاشہ بیجان ہے۔

اور وہ روح سچے ایمان و ایمان کی ہے۔ اور یقین ہے کہ ان شاہیں زادوں میں اگر یہ عجبانی روح بیدار ہو جائے تو پھر نہ صرف یہ کہ عالم عربی میں انقلاب آجائیکا، بلکہ ساری دنیا کو پھر نئے سرے سے حیاتیات تازہ کا پیغام مل جائیگا۔ ہم دمشق یونیورسٹی کو اسے اس حسن انتخاب پر مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اپنے ملک کے ارباب نظام تعلیم و

تدریس سے شکایت بھی کرتے ہیں کہ جس شخص کی قابلیت و استعداد پر شام سے وہاں کے ارباب تعلیم کی نگاہیں پڑ گئیں اور اپنے لئے اسے منتخب کر لیا اور یہ شوق تمام اسکے سامنے درخواست پیش کی، اس پر یہاں پاکستان سے جو کھنٹو کے بالکل قریب واقع ہے کبھی نظر نہ پڑ سکا۔ کیا تاریخ اسلامی پڑھانے اور تاریخی حقائق سمجھانے کی ضرورت صرف دمشق یونیورسٹی میں ہے، اور یہاں پنجاب یونیورسٹی،

سندھ یونیورسٹی اور پشاور یونیورسٹی میں نہیں؟ آج تک کبھی یہ خبر شائع نہیں ہوئی کہ مولانا علی میاں صاحب کو یا ان جیسے دہ سرے مستند دیندار اور دہ دل رکھنے والے عالم کو ہندوستان سے بلایا گیا ہے۔ یا پاکستان ہی میں اس کام کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔